AL-JAMEI Research Journal
ISSN (Print) 3006-4775 (Online) 3006-4783

https://aljamei.com/index.php/ajrj

اکیسویں صدی میں بچوں کی تربیت کے لئے درپیش چیلنجز اور حل

Challenges and Solutions for Educating Children in the 21st Century

Anisa Nawaz

Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, National College of Business administration and Economics, Sub Campus Bahawalpur

Email: anisa.imran@yahoo.com

Dr. Tanveer Akhtar

Lecturer, Cholistan University of Veterinary and Animal Sciences, Bahawalpur

Email: tanveerakhtar@cuvas.edu.pk

Abstract[1]

The present era is the era of globalization. Modern lifestyle has changed the way humans behave and work all over the world. Technological advances are increasing day by day. New developments are emerging, and they are affecting our way of life. Today's civilization, based on Western society and ideas, is completely established on selfish desires. People are involved in this selfish race without thinking. Children are the precious wealth of the earth and the blessing of life, its adornment and splendor. The internal and external factors of their personality are formed together with parents, education and training, a favorable environment, and the members of society. Education is an organized and planned effort. The aim is to improve a person's nature, abilities, and capabilities and make him a righteous and virtuous individual. In the 21st century, when the world has been connected by modern technology, it is a challenging task to try to build the best personality of the new generation. The changes taking place in the world in this century are also affecting the education and training of children.

Keywords: Globalization, Technology, Media, Challenges, Solutions, Society, Children, Mental health, Education, Parents, Behavior, Modernism

1

تعارف

بچے روئے زمین کا قیمتی سرمایا ہیں اور زندگی کی نعمت، اس کی زینت اور رونق ہیں۔ تربیت ایک اجتماعی نظام ہے۔ اسلامی تربیت کی اساد دو چیزیں ہیں۔ قرآن کریم اور سنتِ رسول ﷺ۔ اسی لئے شریعت نے اس تعلیم کی طرف والدین کی توجہ مبذول کرائی ہے۔ جس کا نفع دین اور دنیا دونوں پر مشتمل ہو۔ تربیت ایک منظم اور منصوبہ بندی کے تحت کی جانے والی کوشش ہے۔ جسکا مقصد انسان کی فطرت، صلاحیتوں اور قابلیتوں کو بہتر بنانا ہے اور اس کو ایک صالح اور باکردار فرد بنانا ہے۔ تربیت انسان کو اپنے اردگرد کے لوگوں اور اپنے ماحول کو بہتر بنانے میں مدد کرتی ہے۔[1]

جبکہ اکیسویں صدی میں بچوں کی تربیت ایک چیلنجنگ کام ہے۔ اس صدی میں دنیا میں رونما ہونے والی تبدیلیاں بچوں کی تعلیم اور تربیت کو بھی متاثر کر رہی ہیں۔ دور حاضر کے چند چیلنجز جو کہ بچوں کی تربیت کے سلسلے تمام والدین کو درپیش ہیں۔

1-ٹیکنالوجی کا بڑھتا ہوا استعمال

کھیل کود کی عمر میں اگر بچے مثبت سرگرمیاں اختیار نہیں کرتے اور اپنا زیادہ وقت ٹیکنالوجی کے بے دریغ استعمال میں ضائع کرتے ہیں تو یہ امر ان کو جسمانی طور پر کمزور اور سست بنا دینے کے ساتھ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ بچے اب زیادہ سے زیادہ وقت ٹیلی ویژن، کمپیوٹر اور موبائل فونز پر گزارتے ہیں۔ جو ان کے جسم و ذہن پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

2-معاشرے میں تبدیلی

معاشرے ہمارے زندگی کا ایک اہم حصہ ہیں۔ وہ ہمیں اپنی شناخت، اقدار، اور روایات فراہم کرتے ہیں۔ وہ ہمیں باہم روابط قائم کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اور وہ ہماری ضروریات کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔ لیکن معاشرے کے بدلتے رجحانات بچوں پر اثرانداز ہو رہے ہیں۔ معاشرہ اپنا بنیادی کردار ادا کرنے سے قاصر ہو گیا ہے۔ بچوں کا استحصال، اغوا، ناانصافی، اخلاقی اقدار سے دوری، مغربیت کی یلغار، اور مذہب سے دوری تربیت دینے میں مشکل پیش کرتی ہے۔

3-بچوں کی بے جا خود مختاری

بچوں کی بے جا خود مختاری ایک ایسی صورتحال ہے جس میں بچے اپنے والدین کی اجازت کے بغیر اپنے فیصلے کرنے لگتے ہیں۔ یہ ایک ایسی صورتحال ہے جو والدین کے لیے دور جدید میں ایک چیلنج ہے، کیونکہ اس سے بچوں کو خطرات لاحق ہوتے ہیں اور یہ والدین کے اختیار کو کم کرتی ہے بچوں کی زیادہ خود مختاری کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک وجہ بچوں کو بہت زیادہ آزادی دینا جبکہ ابھی ان میں فیصلے کرنے کی صلاحیت نہ ہو جو بالغوں کی طرح ہوتی ہے۔

دوسرا بچے اپنے والدین سے ناراض ہوں۔ جب بچے اپنے والدین سے ناراض ہوں تو اپنے فیصلے خود کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ بیرونی عناصر میں آزاد خیال دوست، میڈیا، لٹریچر، بے جا ضد، اور فرمائشیں شامل ہیں

بچوں کی بے جا خود مختاری کے کئی منفی اثرات ہو سکتے ہیں۔ ایک اثر یہ ہو سکتا ہے کہ بچے خطرات کا سامنا کریں۔ مثال کے طور پر، وہ ایسی چیزیں کر سکتے ہیں جو ان کے لیے نقصان دہ ہوں، جیسے کہ رات کو دیر تک جاگنا، شراب یا منشیات کا استعمال کرنا، یا غیر محفوظ جنسی سرگرمیوں میں ملوث ہونا۔

بچوں کی بے جا خود مختاری کے دوسرے اثرات میں شامل ہیں:

- والدین کے ساتھ تناؤ میں اضافہ
- اسکول میں کامیابی میں کمی
- جرم اور بدسلوکی میں اضافہ

بچے اب زیادہ خود مختار ہوتے ہیں۔ اس سے والدین کو ان کی نگرانی اور تربیت میں مشکل پیش آتی ہے۔[2]

4-بچوں کے ذہنی صحت کے مسائل

بچے اب زیادہ ذہنی صحت کے مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ سنگین ذہنی صحت کے مسائل بچوں کی زندگی کے ہر پہلو پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں، بشمول ان کی تعلیم، ان کے تعلقات اور ان کی جسمانی صحت۔

بچوں کے ذہنی صحت کے مسائل کی کئی اقسام ہیں، بشمول:

اضطراب

اضطراب ایک عام ذہنی صحت کی حالت ہے جو فکر، پریشانی اور خوف کی خصوصیات کی جاتی ہے۔ اضطراب کے کئی قسم کا ہو سکتا ہے۔

ڈپریشن

ڈپریشن ایک ذہنی صحت کی حالت ہے جو گہری اداسی، دلچسپی میں کمی اور توانائی کی کمی کی خصوصیات کی جاتی ہے۔ ڈپریشن کے کئی مختلف قسم ہیں، بشمول مایوسی، مایوسی اور دوئبرووی خرابی کی شکایت۔[3]

توجہ کی کمی/ہائپر ایکٹیویٹی ڈس آرڈر (ADHD)

ADHD : ایک ذہنی صحت کی حالت ہے جو توجہ مرکوز کرنے، ہدایات پر عمل کرنے اور بیٹھے رہنے میں دشواری کی خصوصیات کی جاتی ہے۔ ADHD کے کئی مختلف قسم ہیں، بشمول بغیر ہائپر ایکٹیویٹی کے ADHD اور ہائپر ایکٹیویٹی کے ساتھ ADHD۔[4]

کھانے کی خرابی

کھانے کی خرابی ایک ذہنی صحت کی حالت ہے جو کھانے کی عادات کے غیر صحت مند رویے کی خصوصیات کی جاتی ہے۔ کھانے کی خرابیوں کی کئی مختلف اقسام ہیں، بشمول انوریکسیا نیروسا، بلیمیا نیروسا اور بولیمیا ایکبو مینس۔

خود کشی

خود کشی ایک سنگین ذہنی صحت کا مسئلہ ہے جو خود کو نقصان پہنچانے کے خیالات یا اعمال کی خصوصیات کی جاتی ہے۔ خود کشی کے خیالات یا اعمال کے بارے میں مدد کے لیے فوری طور پر مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔

بچوں کے ذہنی صحت کے مسائل کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، بشمول:

وراثتی بیماریاں

بچوں کو اپنے والدین یا خاندان کے دیگر ممبران سے ذہنی و جسمانی کئی بیماریاں وراثت میں مل سکتی ہیں۔ جو ان کی جسمانی صحت کو متاثر کر کے مسائل میں اضافہ کرتی ہے۔

ماحولیاتی عوامل

ماحولیاتی آلودگی اور نقصان دہ ماحول کے تجربات سے بچوں کی ذہنی و جسمانی صحت کی مسائل بڑھتے ہیں۔ جیسے آج کل سموگ سے تعلیمی ادارے بند ہوتے ہیں اور بچوں میں آنکھوں اور جلد کی بیماریاں عام ہیں۔ سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔

جسمانی عوامل

کچھ جسمانی عوامل، جیسے کہ دماغی بیماری یا ٹراما، بچوں کو ذہنی صحت کی مسائل کا خطرہ بڑھا سکتے ہیں۔

بچوں کے ذہنی صحت کے مسائل کی نشانیاں اور علامات مختلف ہو سکتی ہیں، لیکن کچھ عام نشانیاں میں شامل ہیں:

اداسی، مایوسی یا بے چینی

- دلچسپی میں کمی یا سرگرمیوں میں لطف نہ آنا
- نیند کے مسائل یا کھانے کی عادات میں تبدیلی
- توجہ مرکوز کرنے یا ہدایات پر عمل کرنے میں دشواری
- خود کو نقصان پہنچانے یا خود کشی کے خیالات

ہو سکتا ہے کہ آپ کا بچہ ذہنی مسائل کا شکار ہو سکتا ہے، تو فوری طور پر مدد حاصل کرنا ضروری ہے۔ ایک صحت کی دیکھ بھال کا پیشہ ور، جیسے کہ ماہر نفسیات یا نفسیاتی ماہر، بچے کی تشخیص اور علاج میں مدد کر سکتا ہے۔

5-جدید مغربی میڈیا کے اثرات

دورِ جدید میں دنیا گلوبل ویلج بن گئی ہے۔ سوشل اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے معاشرتی و اخلاقی اقدار تباہی کے دہانے پر ٹھہری ہیں۔ اخبارات و رسائل اور ٹی وی چینلز اسلامی ثقافت کے شفاف آئینے کو دھندلانے کے درپے ہیں۔ فحاشی و عریانی ، بے دینی اور مغربی تہذیب کو فلموں اور

ڈراموں میں خوبصورت لبادہ پہنا کر پیش کیا جارہا ہے موسیقی اور رقص و سرور جو کہ شیطان کی آواز ہے اس کو روح کی غذا کہا جاتا ہے۔ جدید مغربی میڈیا نے بچے بڑے بوڑھے سب کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے اور اس کے اثرات ہماری نوجوان نسل خصوصا بچوں پر پڑتے ہیں۔[5]

علامہ اقبال نے کیا ہی خوب کہا:

بے کاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات

6-اسکرین کا نشہ

آج کل بچے بڑے سب اسکرین کے نشے میں مبتلا ہیں۔ والدین اکثر اپنی مصروفیات کے باعث بچوں کے لیے مناسب وقت نہیں نکال سکتے اور ان کا دھیان بٹانے کے لیے موبائل فونز پر انکی دلچسپی کا مواد دکھاتے ہیں۔ پھر بچے اس کے عادی ہو جاتے ہیں۔ جو ان کے لیے یکسر مضر ہے۔ اسکرین کے زیادہ استعمال یں وقت کا ضیاع ان کو جسمانی طور پر کمزور اور سست بنا دینے کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی صلاحیتوں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ بچے اب زیادہ سے زیادہ وقت ٹیلی ویژن، کمپیوٹر اور موبائل فونز پر گزارتے ہیں۔ جو ان کے جسم و ذہن پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔

بچے جب تھوڑے بڑے ہوتے ہیں تو ان کی غیر نصابی سرگرمیاں صرف موبائل فونز اور کمپیوٹرز پر ویڈیو گیمز تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ وہ عمر جس میں بچے کھیل کود کر کے خود کو جسمانی طور پر فٹ رکھ سکتے ہیں، اس عمر میں ٹیکنالوجی کا بے دریغ استعمال جہاں ان بچوں کو جسمانی طور پر کمزور اور سست بنا دیتا ہے وہاں ذہنی صلاحیتوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔

اسکرین کے زیادہ استعمال سے بچوں میں کئی طرح کی منفی عادات پیدا ہوتی ہیں بات بات پر ضد، چڑچڑا پن، پڑھائی میں عدم دلچسپی، کم کھانا، تنہائی پسند کرنا اور اکثر اَوقات بغاوت کا عنصر پیدا ہو جاتا ہے۔

7-دورِ جدید کے انوکھے تہذیبی معیارات

دورِ جدید کے انوکھے معیاراتِ تہذیب نے انسانی مذہبی و اخلاقی اقدار کی ہیئت ہی بدل دی ہے۔ چونکہ اس تہذیب کی عمارت مغربی تہذیب کی بنیاد پر کھڑی ہے۔ اس لیے مغربی تہذیب کے تمام عناصر جیسے مادر پدر آزادی، نفس پرستی اور خاندانی نظام کا نہ ہونا شامل ہیں۔ حالانکہ جدید مغربی تہذیب سے پہلے مشرقی اور مغربی علاقائی تہذیبیں ہوا کرتی تھیں۔ ان تمام میں اسلامی تہذیب تاریخ کو فوقیت حاصل تھی۔

ان معاصر تہذیبوں میں بہت ساری اقدار ملتی جلتی تھیں۔ جن میں مذہبی اُمور کی انجام دہی، والدین کے حقوق، بڑوں کا ادب و احترم، چھوٹوں پر شفقت و مہربانی شامل ہیں۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے۔ کہ جو شخص بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت و مہربانی نہ کرے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔[6]

یہ چیز دین اسلام کی پہچان ہے۔ لیکن آج کا المیہ یہ ہے کہ نفسا نفسی کے اس دور میں بچہ ہو یا بڑا اپنی خواہشات کی ہر قیمت پر تکمیل چاہتے ہیں۔ چاہے مدِ مقابل ان کے والدین ہوں یا استاد ہو، یا کوئی بزرگ ہو۔ چھوٹے بڑے کا فرق ختم کر کے ،ان کی پرواکیے بغیر صرف اپنی چاہت کی تسکین چاہتے ہیں۔

8-مذہبی زوال

اسلام دینِ فطرت ہے لیکن جب انسان جدیدیت کی چکا چوند میں کھو جائے تو وہ اپنے اصل سے دور ہو جاتا ہے۔ اعلی اخلاقی اقدار، انصاف پے مبنی معاشرہ جو کہ دینِ اسلم کا خاصا تھے آج جدید معاشرے میں فرسودہ یا آوٹ ڈیٹڈ گردانے جاتے ہیں۔ مادیت پرستی عام ہونے کی وجہ سے معاشرے مذہبی واخلاقی گراوٹ کا شکار ہوگئے ہیں۔ دین کو نجی معاملہ قرار دے کے اسے معاشرتی اور سماجی زندگی الگ کر دیا ہے۔ جب لوگوں پر مذہبی زوال آتا ہے تو ہر طرف ناانصافی، ظلم وبربریت، قتل وغارت گری اور جنسی سفاکیت کا بول بالا ہوتا ہے۔مادیت پرستی نے مسلمانوں کے عقل پر پردے ڈال دئے ہیں۔ والدین کے لیے بھی یہ زوال لمحہ فکریہ ہے جس نے نوجوان نسل کی عادات واطوار کو بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

9-جدید تہذیب اور کم لباسی

لباس کا بنیادی مقصد جسمانی ساخت کو ڈھانپنا ہے۔ پھر اس کے بعد خوش نمائی کا پہلو آتا ہے۔ ہر دور اور تہذیب میں لباس کی اہمیت تھی۔ اسلام میں بھی لباس کی اہمیت ہے جو جسم چھپانے اور تہذیب کی علامت ہے۔ لیکن جوں جوں انسان ترقی کرتا گیا اور تہذیب کی جدیدیت میں ڈھلتا گیا ۔اس کا لباس مختصر اور غیر مہذب اور اوٹ پٹانگ ہوتا گیا۔

مغربی میڈیا کی دیکھا دیکھی مشرق میں بھی فلموں، ڈراموں میں کم لباسی دکھانا عام ہو گیا۔ جسکا اثر ہماری نئی نسل تک پہنچا۔ پھٹی ہوئی جینز ،ڈانس کلب، اخلاق باختہ اشتہارات اور شادی سے پہلے کی دوستیاں جدید تہذیب کی نشانیاں سمجھی جاتی ہیں۔

10-مرد وعورت اختلاط جدید قدر

مرد وعورت کا اختلاط مغربی تہذیب کا حصہ ہے۔ کھلے عام جنسی تعلقات، شادی سے پہلے کی دوستیاں، ناجائز اولاد کو جدیدیت کا نام دیا گیا ہے۔ جو افزائشِ نسل، نسب اور خاندانی نظام کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ ہمارے ہاں بھی آہستہ آہستہ ان تمام غیر اخلاقی اقدار کو، مرد وعورت کے اختلاط کو میڈیا کے ذریعے دکھا کر رائج کیا جارہا ہے ۔ اب مرد وزن کے ناجائز تعلقات کو کوئی برا بھی نہیں سمجھتا۔ بلکہ دینی اور اخلاقی اقدار کی پاسداری کرنے والے کو پرانے خیالات کا حامی سمجھا جاتا ہے۔ معاشرتی برائیوں کی جڑ ہی یہ اختلاط ہے۔

آج کل کے دور میں والدین کا اپنے بچوں کو اسلامی خطوط پر تربیت کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ مرد وعورت کے کھلے عام تعلقات ،بوائے گرل فرینڈ کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ لیکن جب انسان ٹھان لے کہ اس نے بچوں کو اخلاقی لحاظ سے مضبوط کرنا ہے تو اللہ رب العزت کی مدد شاملِ حال ہوتی ہے۔ اور مقصد میں اسے کامیابی عطا فرماتے ہیں۔[7]

11-الحاد

دورِ جدید میں ایک اور چیلنج یہ ہے کہ میڈیا خصوصا سوشل میڈیا نوجوانوں میں الحاد کا زہر گھول رہا ہے۔ اور اس پروپیگنڈے کا نشانہ زیادہ تر 15 سے 25 سال کے بچے بچیاں بنتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق فیس بک، انسٹاگرام اور ٹویٹر پر منکرینِ خدا نے سینکڑوں ایسے اکاؤنٹس بنا رکھے ہیں جن کا کام دن رات سائنسی بنیادوں پر خدا کے وجود سے انکار، دین اسلام کے مختلف احکام کا مذاق اڑانا اور علماء کی تضحیک کرنا شامل ہیں۔ بظاہر یہ لوگ مسلمانوں کے نام سے اکاؤنٹ بنا کر جان بوجھ کر ایسے اختلافی موضوعات پر بات کرتے ہیں۔ جن کا تعلق ایمان بالغیب سے ہوتا ہے اور اس کو سمجھنا سائنس کی دسترس سے باہر ہے۔ جس کے نتیجے آج کی مسلمان نوجوان نسل شبہات کا شکار ہو کر گوگل اور انٹرنیٹ سے رہنمائی حاصل کرنے چل پڑتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ الحاد ہی نکلتا ہے۔

اس لئے والدین شروع سے ہی بچوں کی تربیت اسلامی بنیادوں پر کریں تاکہ وہ بڑے ہو کر کسی دجالی فتنے کا شکار نہ ہوں اور اللہ کی ذات کے ساتھ اُن کا تعلق مضبوط ہو۔

12-ہم جنس پرستی

مغربی معاشرہ مادر پدر آزاد معاشرہ ہے۔ جہاں اخلاقی اقدار اور مذہبی روایات کی پاسداری کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔ وہیں دوسرے غیر اخلاقی اَفعال کے ساتھ ہم جنس پرستی جیسا قبیح فعل بھی رواج پکڑ رہا ہے۔ مغرب نے نہ صرف ہم جنس پرستی جیسے خلاف فطرت فعل کو فروغ دیا ہے۔ بلکہ اسے جائز قرار دینے کیلئے قانون سازی کی۔ جسے انسانی حقوق، آزادی اور جدیدیت کے نام دیا۔ ہم جنس پرستی کو 113 ممالک میں قانونی اور 76 میں غیر قانونی قرار دیا ہے۔ اس قانون سازی کی کوششیں کئی برس سے کی جا رہی ہیں۔ پورنوگرافی باقاعدہ ایک کاروبار بن چکا ہے۔ جب آج کی نوجوان نسل ایسے افعال کو میڈیا پر کھلے عام اور نارمل انداز میں دیکھے گا۔ تو ویسا کرنے کا سوچے گا۔ قرآن میں چودہ سو سال پہلے ہی قومِ لوط کا انجام بتا کر اس قبیح فعل سے باز رہنے کی تلقین کی۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر کیا۔[8]

13-میڈیا کی یلغار اور بچوں کی ذہن سازی

بچوں کی تعلیم وتربیت میں والدین کا کردار اور ارد گرد کا ماحول کافی اثر انداز ہوتا ہے۔ کیونکہ ماں کی گود بچے کی پہلی تربیت گاہ ہوتی ہے۔ اور بچے اپنے ماں باپ کو دیکھتے ہیں۔ اور ان جیسے کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں چاہے وہ اچھے ہوں یا برے۔ پھر اس کے بچے اپنے ارد گرد کے ماحول سے سیکھتا ہے۔ اور آج کل بچوں کے والدین سے زیادہ سوشل میڈیا جیسے فیس بُک، وَاٹس اَیپ، یُوٹیوب وغیرہ تربیت میں کر رہا ہے۔

جدید دور میں جہاں سوشل میڈیا کے فائدے ہیں تو وہاں نقصان بھی بہت ہیں۔ پلک جھپکتے ہر طرح کی معلومات کی فراہمی، آنلائن روزگار انٹر نیٹ کی بدولت بہت آسان ہو گیا ہے۔ لیکن کسی بھی چیز کا حد سے زیادہ اور بے مقصد استعمال نہ صرف جسم و ذہن کے لیے مضر ہے بلکہ وقت بھی کا ضائع ہوتا ہے۔ والدین بچوں کی تمام سرگرمیوں پر نظر رکھیں۔ ان کو ایسی ذہنی تربیت دیں کہ وہ ٹیکنالوجی خصوصا سوشل میڈیا کا مثبت استعمال کر کے اس کے مضرات سے بچیں۔

کیونکہ والدین ہمہ وقت تو بچوں کی نگرانی نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کو دی گئی تربیت ہی انہیں سوشل میڈیا کے استعمال میں اچھائی کی طرف راغب کر سکتی ہے اور برائی سے پرہیز پر آمادہ کر سکتی ہے۔ ذیل میں کچھ ہدایات دی جا رہی ہیں جو اس تربیتی عمل میں معاون ثابت ہوں گی:

☆ابتدائی عمر میں ہی بچوں کے ذہن میں خیر وشر کا شعور اُجاگر کر دیا جائے۔

☆بچوں سے اکثر گفتگو کرتے رہیں اور انہیں اچھائی پر اُبھارتے رہیں۔[9]

☆بچوں کو بتائیں کہ میڈیا کا منفی استعمال برائی ہے اور برائی خدا کو سخت ناپسند ہے۔

☆بچوں کو سمجھائیں کہ ہمارا وقت، انرجی، سوشل میڈیا اور اس کے آلات سبھی ہماری آزمائش کے پرچے ہیں جن کے استعمال کا بروزِ قیامت ہم سے حساب ہو گا۔

☆بچوں کے دل میں خدا کا احساس اور باعتبارِ صفات ہر جگہ موجودگی کا شعور پیدا کیا جائے۔

☆بچوں کو سمجھایا جائے کہ کسی کی موجودگی میں آپ سوشل میڈیا کا منفی استعمال نہیں کر پاتے پس خدا جو ہر وقت آپ کے ساتھ ہے تو آپ کبھی بھی منفی استعمال نہ کریں۔

☆بچوں پر کڑی نظر رکھیں اور اُنہیں بتائے بغیر اُن کی مشغولیات کا جائزہ لیتے رہیں۔

☆بچوں کو سوشل میڈیا کے نامناسب اور بے دریغ استعمال سے روکیں اور انہیں بتائیں کہ اِس سے اُن کی جسمانی وذہنی حالت متاثر ہو سکتی ہے۔[10]

☆کوشش کریں کہ بچے اپنا فارغ وقت سوشل میڈیا سے زیادہ آپ کے ساتھ بیٹھنے، باتیں کرنے اور اپنے دوستوں کے ساتھ کھیلنے میں گزاریں۔

☆خود بھی میڈیا کا مثبت استعمال کریں اور بچوں کو بھی مثبت استعمال سکھائیں۔

☆بچوں کے ذہنی رجحان کے مطابق انہیں کسی ایک میدان کی طرف راغب کر دیا جائے تاکہ وہ جب بھی میڈیا کی طرف لپکیں۔ کچھ مثبت اور مفید سرگرمیوں میں ہی وقت گزاریں۔

☆سب سے آخر میں سب سے اہم بات، اپنے بچوں کی اچھی تربیت کے لیے اپنی کوشش کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ضرور رہیں کیونکہ اُس کے اِذن کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔ اللہ سے اپنے بچوں کی بھلائی اور راہِ راست پر رہنے کی ہمیشہ دعا کرتے رہیں۔[11]

خلاصہ بحث

اکیسویں صدی میں بچوں کی تربیت ایک چیلنجنگ کام ہے۔ اس صدی میں دنیا بہت تیزی سے بدل رہی ہے اور یہ تبدیلیاں بچوں کی تعلیم وتربیت کو بھی متاثر کر رہی ہیں۔ ٹیکنالوجی کے بڑھتے ہوئے استعمال سے جدید مغربی میڈیا کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔ میڈیا کی یلغار سے بچوں کی ذہن سازی ہو رہی ہے۔ جدید تہذیب اور کم لباسی، مرد وعورت کا اختلاط، الحاد، ہم جنس پرستی اور اسکرین کا نشہ نوجوان نسل میں سرایت کر رہا ہے۔ معاشرے کے معیارات میں تبدیلی تعلیم سے دوری، مذہبی زوال، جرم اور بدسلوکی اداسی، مایوسی یا بے چینی اور والدین کے ساتھ تناؤ میں اضافہ کا باعث بن رہی ہے۔

حوالہ جات

[1] سراج الدین ندوی، بچوں کی تربیت کیسے کریں، ص ۸۴، درا السلام، پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز لاہور، پاکستان، ط:۵، جون ۲۰۰۶ء

[2] ڈاکٹر محمد یونس خالد، بلوغت کے دوران بچوں کی تربیت کے مسائل کا حل،

[3] ڈاکٹر محمد عمران یوسف، جنگ، 15 مارچ 2020

[4] https://www.inquilab.com/lifestyle/articles/child-stress-symptoms-consequences-causes-and-solutions-39738

[5] ڈاکٹر محمد امین اسلام اور تہذیب مغرب کی کشمکش، صفحہ 188-190

[6] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب رحمۃ الوالد وتقبلہ ومعانقتہ، ح:۵۹۹۷، مکتبہ الرشد ناشرون، ریاض، ط:۱، ۲۰۰۵ء

[7] ڈاکٹر محمد یونس، تربیت کے چیلنجز، EDUTARBIYAH.COM

[8] الشعراء ۶۷، عنکبوت۔ ۲۸ تا ۳۰، اعراف۔ ۸۰-۸۱

[9] Silsila Ta'limat-e-Islam (12): Bachon ki Tamir-e-Shakhsiyat بچوں کی معاشرتی، نفسیاتی اور جذباتی تربیت،

[10] ڈاکٹر محمد طاہر القادری، بچوں کی پرورش اور والدین کا کردار، سلسلہ تعلیمات اسلام 10، 11 www.minhaj.com وکی کتب

[11] شفقت علی، بچے، سوشل میڈیا اور تربیت، نومبر 11, 2020، انذار.pk.